نیک کی صحبت اپنے اندر ایک غلبہ رکھتی ہے
ذکر الٰہی کی مجالس کی طرف بھی رجوع کیا کریں

(خطبہ جمعہ فرمودہ 1 مئی 1998ء بمقام بیت السلام برسلز بیلجیئم)

تشہد و تعوذ اور سورۃ فاتحہ کے بعد حضور انورؒ نے درج ذیل آیت کریمہ کی تلاوت کی:

یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰهَ وَ كُوْنُوْا مَعَ الصّٰدِقِیْنَ ﴿۱۱۹﴾ (التوبة:119)

پھر فرمایا:

اس کا ترجمہ یہ ہے کہ:

’’اے مومنو! اللہ کا تقویٰ اختیار کرو اور صادقوں کی جماعت کے ساتھ شامل ہو جاؤ۔‘‘

اس آیت کے مضمون کو چھیڑنے سے پہلے میں یہ اعلان کرنا چاہتا ہوں کہ آج چار بجے جماعت احمدیہ جرمنی کی 17 ویں مجلس شوریٰ ہمبرگ میں منعقد ہو رہی ہے جو انشاء اللہ تین دن جاری رہے گی اور ان کی یہ خواہش تھی کہ میں ان کی مجلس شوریٰ کو بھی اسی بیلجیئم کے اجلاس میں شامل سمجھ کر ان سے بھی مخاطب ہوں۔ اسی طرح جماعت احمدیہ سویڈن کی مجلس شوریٰ بھی آج ہی منعقد ہو رہی ہے اور ان کی خواہش تھی کہ اگر ہمیں مخاطب نہ کر سکیں تو کم از کم ہمارا نام ضرور لے دیں تا کہ ساری دنیا میں ہمارے لئے دعا ہو جائے اور انشاء اللہ مجلس شوریٰ آپ کی پہلی ہدایات پر عمل کرتے ہوئے ہی بہترین روایات کے مطابق منائی جائے گی۔ جماعت احمدیہ میں مجلس شوریٰ کا نظام اب بڑھتا اور پھیلتا چلا جا رہا ہے اور میری کوشش یہی ہے کہ اس شوریٰ کے نظام کو پرانی مرکزی روایات کے مطابق کروں اور یہ نہ ہو کہ

ہر جگہ الگ الگ شوریٰ نئی نئی روایات کے ساتھ منعقد ہو رہی ہو۔ آج ہی مثلاً جرمنی سے یہ اطلاع ملی ہے کہ انہوں نے غالباً بہت لمبا ایجنڈا بنایا ہوا تھا اس لئے بجائے اس کے کہ سب کمیٹیاں بنائی جاتیں ان کا خیال تھا کہ سارا ہاؤس یعنی پورے کے پورے حاضرین بیک وقت سارے مشوروں پر غور کریں۔ اب یہ ایک Innovation ہے، ایک بدعت ہے جس کا آغاز جرمنی جیسے اچھی کارکردگی والے ملک سے ہونے لگا تھا۔ تو اَلْحَمْدُلِلّٰہ کہ میں نے اس سے پہلے ان کی شوریٰ کے ایجنڈا اور ان کے پروگرام کے متعلق معلومات حاصل کر لیں اور ان کو فوری ہدایت دی کہ ہرگز ایسا نہیں ہوگا۔ آپ کی مجلس شوریٰ دنیا میں منعقد ہونے والی تمام مجالس شوریٰ کے مطابق ہی ہوگی۔ اَلْحَمْدُلِلّٰہ کہ انہوں نے فوری طور پر اس بات کی درستی کر لی ہے۔

ان کی شوریٰ میں جو ایجنڈا پیش ہے وہ بہت ہی غیر معمولی طور پر ایسے پروگراموں پر مشتمل ہے جو بہت زیادہ روپیہ بھی چاہتے ہیں کیونکہ جہاں تک میں نے غور کیا ہے وہ ایجنڈا ایسا ہے کہ جب تک غیر معمولی طور پر روپیہ خرچ نہ کیا جائے اس پر عمل درآمد ہو ہی نہیں سکتا اور جماعت جرمنی کا یہ حال ہے کہ پچھلے ایک دو سال سے ان کے چندوں میں کمی آ رہی ہے یعنی جو باقاعدہ چندے ہیں ان میں کمی واقع ہو رہی ہے حالانکہ اللہ تعالیٰ کے فضل سے وہاں ایسے تاجر اور دوسرے اچھا کام کرنے والے امیر لوگ ہیں جو اگر اپنے بجٹ کو صحیح طور پر ادا کریں، وصیت ہی کا حصہ اگر پورا ادا کیا جائے تو جماعت جرمنی کی حالت پہلے سے بہت بہتر ہو سکتی ہے۔ (اس موقع پر لاؤڈ سپیکر میں آواز کی خرابی ظاہر ہونے پر حضورؒ نے فرمایا: ''یہ آپ کا لاؤڈ سپیکر کچھ خراب ہے۔ ذرا بھی میں اِدھر اُدھر منہ کروں تو پھر یہ آواز نہیں اٹھاتا اور یہی بیماری ہمیشہ سے لاؤڈ سپیکر کے نظام میں چلی آتی ہے۔ بار بار میں سمجھاتا ہوں، بار بار اسی مصیبت کا سامنا کرنا پڑتا ہے۔ یا تو سیدھا اکڑ کر بیٹھ جاؤں اور دائیں بائیں بالکل نہ دیکھوں ورنہ آواز میں فرق پڑ جائے گا۔ اب مجھے مجبوراً یہی کرنا پڑے گا کہ سیدھا مخاطب ہو کر آپ سے بات کروں اس لئے جو احباب دائیں یا بائیں توقع رکھتے ہیں کہ میں ان کی طرف بھی دیکھوں ان سے میری معذرت ہے اس میں میرا قصور نہیں یہ آپ کے انتظام کا قصور ہے۔'' پھر اصل موضوع کی طرف لوٹتے ہوئے حضورؒ نے فرمایا:) بہرحال جماعت جرمنی کے متعلق بات ہو رہی تھی کہ میں تفصیل سے تو نہیں کہہ سکتا کہ کس حد تک ان کے اندر مالی استطاعت موجود ہے مگر میرا یہ تاثر ضرور ہے کہ جن دوستوں پر

میں نظر ڈالتا ہوں اللہ تعالیٰ کے فضل سے اللہ تعالیٰ نے ان کو بہت غیر معمولی طور پر رزق عطا فرمایا ہے۔ اگر یہ سارے لوگ اپنے حصّہ وصیت کو صحیح ادا کریں تو یہ ہو نہیں سکتا کہ جماعت احمدیہ جرمنی کو کچھ مالی مشکلات درپیش ہوں لیکن انہوں نے بہت ہی اُمیدوں کے ساتھ بہت اونچا پروگرام بنایا ہے اور آمدن اتنی دکھائی نہیں دے رہی تو اس حصّہ کو خاص طور پر زیر غور لائیں۔ آپ کی آج کی مجلس شوریٰ میں مالی امور پر خصوصی بحث ہونی چاہئے اور اس کے متعلق مجھے تسلّی بخش رپورٹ ملنی چاہئے کہ آپ نے جتنے پروگرام بنائے ہیں اپنی مالی استطاعت کے مطابق بنائے ہیں ورنہ ان پروگراموں کو کچھ کم کرنا پڑے گا۔

حضرت مصلح موعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا یہی طریق تھا کہ وہ ہمیشہ کسی تجویز کو بھی اس وقت تک زیر غور نہیں لاتے تھے جب تک اس کے متعلق مالی ضروریات کا پہلے سے انتظام نہ کیا جاچکا ہو اور یہ تسلّی نہ ہو کہ ان نئی تجاویز کے اوپر جتنا خرچ بھی آنا ہے وہ سارے کا سارا مہیا کرنے کے لئے مجلس شوریٰ نے الگ انتظام کر رکھا ہے، ایسی صورت میں تجاویز پیش ہوا کرتی تھیں۔ اب میرے پاس اتنا وقت تو نہیں رہا کہ ان تجاویز میں سے بعض کو میں ردّ کر دیتا، بعض کو نسبتاً کم کرتا مگر اب مجلس شوریٰ اور امیر صاحب کا فرض ہے کہ وہ اس پہلو سے پہلے مالیات پر غور کریں پھر مالیات کے مطابق جتنی توفیق ہے اتنے پَر پھیلائیں اور اسی نسبت کے ساتھ اپنے آئندہ سال کے پروگرام کو مرتّب فرمائیں۔ جہاں تک سویڈن کا تعلق ہے دعائیہ پیغام تو ہے لیکن اس کے علاوہ یہ بھی میں گزارش کروں گا کہ جماعت سویڈن نے خدا تعالیٰ کے فضل سے بہت سے پرانے دلِدّر دور فرما دئے ہیں اور نئے ہلکے قدموں کے ساتھ جماعت تیزی سے آگے بڑھ رہی ہے۔ میں اُمید رکھتا ہوں کہ ان کی مجلس شوریٰ میں بھی یہی پاکیزہ ماحول جاری رہے گا اور جماعت سویڈن آئندہ پہلے سے زیادہ تیز قدموں کے ساتھ ترقی کرے گی۔

اب میں آپ کے سامنے وہ مضمون رکھتا ہوں جو اس آیت کریمہ میں مذکور ہے۔ یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰهَ وَ كُوْنُوْا مَعَ الصّٰدِقِیْنَ۔ اے وہ لوگو جو ایمان لائے ہو اللہ کا تقویٰ اختیار کرو۔ وَ كُوْنُوْا مَعَ الصّٰدِقِیْنَ اور سچوں کے ساتھ شامل ہو جاؤ۔ یہ آیتِ کریمہ میں نے اس لئے منتخب کی تھی کہ اس سے پہلے خطبہ میں میں نے جماعت کو نصیحت کی تھی کہ بدوں سے پرہیز کرو اور جتنا دور

بھاگ سکتے ہو بدوں سے دور بھاگو۔اور نیکوں کی مجلس میں بیٹھو کیونکہ بدوں سے خالی بھاگنا کافی نہیں۔ سوال یہ ہے کہ کس طرف بھاگو۔؟ اگر بدوں سے بھاگو گے تو اس سے بہتر مجلس پیش نظر ہونی چاہئے اور یہی وہ مضمون ہے جسے حضرت اقدس محمد مصطفی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے خوب کھول کھول کر بیان فرمایا ہے اور حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے بھی اسی مضمون پر بہت روشنی ڈالی ہے۔پہلی روایت جو اس وقت میرے سامنے ہے یہ جامع الترمذی سے لی گئی ہے اور حضرت ابوہریرہؓ روایت کرتے ہیں:

''عَنِ الأَغَرِّ أَبِي مُسْلِمٍ أَنَّهُ شَهِدَ عَلَى أَبِي هُرَيْرَةَ وَأَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ کہ اغرّ ابومسلم ابوہریرہؓ اور سعید الخذریؓ کے پاس گئے اور ان سے سوال کیا جس کے جواب میں ابوہریرہؓ یہ روایت بیان کرتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ جو قوم اللہ تعالیٰ کا ذکر کرتی ہے اسے فرشتے اپنے جلو میں لئے رہتے ہیں ان کو رحمت الٰہی ڈھانپے رکھتی ہے اور ان پر سکینت نازل ہوتی ہے اور اللہ تعالیٰ ان کا ذکر اپنے مُقرّبین میں بھی کرتا ہے۔''

(جامع الترمذی، أبواب الدعوات، باب ماجاء فی القوم یجلسون فیذکرون اللہ۔۔، حدیث نمبر:3378)

یہ جو آخری فقرہ ہے جو بہت ہی اہمیت کا حامل ہے۔آنحضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ جو قوم اللہ کے ذکر میں مشغول رہتی ہے اس پر خدا کے فرشتے نازل ہوتے ہیں۔اب ذکر الٰہی تو ایک دن رات کا مومن کا مشغلہ ہے لیکن مجلس کے طور پر اگر ذکر الٰہی ہو رہا ہو تو ایک خاص موقع بن جاتا ہے اور اس وقت آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ارشاد کے مطابق فرشتوں کا نزول ہوتا ہے۔یہ مضمون حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اور بھی بہت سی جگہ بیان فرمایا ہے۔

میں اس طرف خصوصیت سے توجہ دلانا چاہتا ہوں کہ وہ لوگ جو فرشتوں کے نزول کے عادی ہوں، جن کی مجالس پاک ذکر سے بھری ہوئی ہوں، وہ ایک لمحہ کے لئے برداشت کیسے کر سکتے ہیں کہ ان مجالس کی طرف بھی رجوع کریں جہاں ذکر الٰہی کی بجائے دین پر گند اچھالا جاتا ہو۔اس لئے دونوں باتیں اکٹھی چل ہی نہیں سکتیں۔جو لوگ ذکر الٰہی کی مجالس کے عادی ہوں ان کا وہم وگمان بھی اس طرف نہیں جا سکتا کہ بدوں کی مجلس میں بھی جھانک کے دیکھیں کہ وہ کہیں بری باتیں تو نہیں کر رہے یا کوئی اچھی بات کر رہے ہیں۔اس لئے جو غلط فہمیاں میں نے پچھلے خطبہ میں دور کی تھیں ان کو پھر میں دوبارہ آپ کے سامنے کھول کر رکھ رہا ہوں کہ اس غلط فہمی میں ہرگز مبتلا نہ ہوں کہ نیک لوگ

بدوں کی صحبت کا تصور بھی کر سکتے ہوں۔ایک اور روایت ہے حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ سے۔ انہوں نے کہا:

''یَا رَسُولَ اللہِ! أَیُّ جُلَسَائِنَا خَیْرٌ۔؟ کہ انہوں نے آنحضرت ﷺ سے پوچھا کہ اے اللہ کے رسول ﷺ! کس کے پاس بیٹھنا بہتر ہے؟ اس کے جواب میں آپ ﷺ نے فرمایا ایسے شخص کے پاس بیٹھنا مفید ہے جس کو دیکھنے کی وجہ سے تمہیں خدا یاد آوے۔''

(شعب الایمان، باب فی مباعدۃ الکفار والمفسدین، فصل فی مجانبۃ الفسقۃ ،حدیث نمبر:9446)

اب جن لوگوں کی یہ عادت ہو کہ ایسے لوگوں کی مجلس میں بیٹھیں جن کو دیکھ کر خدا یاد آ رہا ہو وہ اس مجلس میں جھانک کر بھی کیسے دیکھ سکتے ہیں جن کو دیکھ کر شیطان یاد آئے۔اس لئے دو متضاد باتیں ہیں۔ انتہائی احمقانہ خیال ہے کہ کبھی کبھی دوسروں کی مجلس میں بھی چلے جاؤ جہاں شیطان کا ذکرِ خیر چل رہا ہو۔اس لئے خوب اچھی طرح آنحضور ﷺ کے اِن الفاظ کو سنیں۔آپ ﷺ نے فرمایا ایسے شخص کے پاس بیٹھنا مفید ہے جس کو دیکھنے کی وجہ سے تمہیں خدا یاد آوے، جس کی باتوں سے تمہارے علم میں اضافہ ہو یعنی یاوہ گوئی نہ کر رہا ہو بلکہ جب کوئی بات کرے تو تمہارے علم میں، خواہ کیسا ہی علم ہو، اس میں اضافہ ہو اور جس کے عمل کو دیکھ کر تمہیں آخرت کا خیال آئے۔جس کے نیک عمل کے نتیجے میں تمہیں یہ خیال آئے کہ یہ تو آخرت کی تیاری کر رہا ہے میں نے کیا تیاری کی ہے۔؟ اس پہلو سے وہ بھی آخرت کی تیاری کی طرف متوجہ ہو۔

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ایک روایت ہے۔ یہ روایت بخاری کتاب الایمان سے لی گئی ہے۔آپؓ بیان فرماتے ہیں کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا:

''تین باتیں ہیں جن میں وہ ہوں وہ ایمان کی حلاوت اور مٹھاس کو محسوس کرے گا۔اوّل یہ کہ اللہ تعالیٰ اور اس کا رسول باقی تمام چیزوں سے اسے زیادہ محبوب ہو۔دوسرے یہ کہ وہ صرف اللہ تعالیٰ کی خاطر کسی سے محبت کرے۔''

اب محبتیں تو انسان کرتا ہی ہے۔بغیر محبت کے تو انسانی زندگی، زندگی ہی نہیں رہتی۔کسی نہ کسی چیز سے وہ ضرور محبت کرتا ہے۔مگر حضور اکرم ﷺ نے یہ فرمایا ہے کہ اگر کسی انسان سے محبت کرنی ہو تو اللہ

کی خاطر کرے۔ اب ظاہر بات ہے کہ ایسی صورت میں بیوی کا انتخاب اور خاوند کا انتخاب بھی اللہ کی خاطر ہی ہوگا اور اگر آپ غور کر کے دیکھیں تو ہمارے معاشرے کی بہت سی بدیاں صرف اس نصیحت پر عمل کرنے سے دور ہو سکتی ہیں اور ایک پاکیزہ معاشرہ وجود میں آ سکتا ہے۔ اکثر لوگ شادی کرتے وقت یہ نہیں دیکھتے۔ خوبصورتی دیکھنا، اچھا خاندان دیکھنا اپنی جگہ مگر یہ نہیں دیکھتے کہ پہلی شرط اس میں پوری ہے کہ نہیں کہ وہ لڑکی اللہ والی ہے کہ نہیں یا وہ مرد اللہ والا ہے کہ نہیں۔ اگر یہ شرط پوری ہو جائے تو اس کے پیچھے پیچھے دوسری بعض اچھی باتیں بھی مل جائیں تو بہت بہتر ہے، اُن کا انکار نہیں ہے مگر جب اس شرط کو آپ اوّلیت دیں گے تو اس کی محبت میں ہمیشہ اللہ کی محبت کا خیال غالب رہے گا اور اس وجہ سے معاشرہ انتہائی طور پر پاکیزہ اور دلکش ہو جائے گا۔

”دوسرے یہ کہ صرف اللہ کی خاطر کسی سے محبت کرے اور تیسرے یہ کہ وہ اللہ تعالیٰ کی مدد سے کفر سے نکل آنے کے بعد پھر کفر میں لوٹ جانے کو اتنا ناپسند کرے جتنا کہ وہ آگ میں ڈالے جانے کو ناپسند کرتا ہے۔“

(صحیح البخاری، کتاب الایمان، باب حلاوۃ الایمان، حدیث نمبر:16)

یہ جو بڑے بڑے ابتلاء جماعت پر آ رہے ہیں ان کو یہ آخری بات خاص طور پر پیش نظر رکھنی چاہئے اور ان ملکوں میں بھی جو آزاد ملک کہلاتے ہیں یہی کچھ ہو رہا ہے۔ کثرت کے ساتھ ایسی خبریں ملتی ہیں کہ یہاں یا ہالینڈ میں یا جرمنی میں ایسے لوگ جو اپنے ماحول میں معزز سمجھے جاتے تھے جب انہوں نے احمدیت کو قبول کیا تو ان کو زبردستی پکڑ کے مولویوں کے پاس لے کر گئے اور بعض دفعہ شدید بدنی تکلیف پہنچائی گئی۔ اتنی کہ بعض دفعہ جینے مرنے کا سوال پیدا ہو جاتا تھا۔ تو یہ جور و یہ ہے یہ ہر جگہ ہے صرف پاکستان میں نہیں۔ پاکستان میں تو حد سے زیادہ ہے مگر باقی ملکوں میں بھی موجود ہے۔ اس وقت آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا یہ ارشاد پیش نظر رکھیں کہ وہ اپنے پہلے حال کی طرف واپس لوٹنے کی بجائے یہ زیادہ پسند کرے کہ اسے وہاں آگ میں جھونک دیا جائے ورنہ اس کے نتیجہ میں وہ آگ ہوگی جو ہمیشگی کی آگ ہے۔ تو آگ میں ڈالے جانے کو زیادہ پسند کرے یا جتنا آگ میں ڈالے جانے کو ناپسند کرتا ہے اس سے زیادہ اس بات کو ناپسند کرے کہ وہ اپنے پہلے غلط خیالات کی طرف لوٹ جائے۔

آنحضرت ﷺ نے خدا تعالیٰ کی محبت کے ذکر میں حضرت داؤد علیہ السلام کی ایک دعا کو حرز جان بنایا ہوا تھا۔ آنحضرت ﷺ کو یہ دعا بہت ہی پیاری تھی اور انہی الفاظ میں یہ دعا کیا کرتے تھے۔ عَنْ أَبِي الدَّرْدَاءِ یعنی ابودرداءؓ سے روایت ہے:

''قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: كَانَ مِنْ دُعَاءِ دَاوُدَ علیه السلام کہ داؤد علیہ السلام کی دعاؤں میں سے یہ دعا تھی۔ اَللّٰهُمَّ إِنِّي أَسْأَلُكَ حُبَّكَ وَحُبَّ مَنْ يُحِبُّكَ کہ اے اللہ میں تجھ سے تیری محبت مانگتا ہوں اور اس شخص کی محبت مانگتا ہوں جو تجھ سے محبت کرتا ہے۔ وَالعَمَلَ الَّذِي يُبَلِّغُنِي حُبَّكَ اور ایسے عمل کی محبت چاہتا ہوں جو مجھے تیری محبت تک پہنچا دے۔''

کیسا پیارا مضمون ہے اور بہت جانچ تول کے بیان فرمایا گیا ہے۔ ایسے عمل کی محبت چاہتا ہوں جو مجھے تیری محبت تک پہنچا دے۔ وہ تجھ سے مانگتا ہوں۔

''اَللّٰهُمَّ اجْعَلْ حُبَّكَ اے میرے اللہ! اپنی محبت کو بنا دے۔ أَحَبَّ إِلَيَّ میرے لئے سب سے زیادہ پیاری۔ مِنْ نَفْسِي اپنے نفس سے بھی زیادہ پیاری۔ وَأَهْلِي اور اپنے اہل سے بھی زیادہ پیاری۔ وَمِنَ الْمَاءِ الْبَارِدِ اور ٹھنڈے پانی سے بھی زیادہ پیاری۔''

(جامع الترمذی، کتاب الدعوات، حدیث نمبر:3490)

یہ جو آنحضرت ﷺ نے ہمیں دعا سکھائی ہے میں تعجب کیا کرتا تھا کہ اس میں آپ ﷺ نے حضرت داؤدؑ کی طرف واحد کا صیغہ استعمال فرمایا اور جمع کا نہیں۔ واحد کے صیغہ میں صرف اپنے لئے دعا بنتی ہے اور جمع کی صورت میں سب کے لئے دعا بن جاتی ہے۔ اتنی پیاری دعا سب کے لئے کیوں نہ مانگی۔ دراصل حضرت اقدس محمد رسول اللہ ﷺ کے وجود میں جب وہ اِنِّی کہتے ہیں تو وہ سارے جو آپ ﷺ کے پیروکار ہیں، جو حقیقت میں آنحضرت ﷺ سے گہرا تعلق رکھتے ہیں وہ بھی شامل ہو جاتے ہیں اور اسی لئے اللہ تعالیٰ نے بعض دفعہ آپ ﷺ کو اکیلے کو مخاطب فرمایا اور سارے مسلمان آپ ﷺ کے پیروکار اس خطاب میں شامل ہو گئے۔ تو اس مضمون کو سمجھنا چاہئے کہ آنحضرت ﷺ جب اپنے لئے دعا مانگتے ہیں یا حضرت داؤدؑ نے جب اپنے لئے دعا مانگی تو بحیثیت نبی اللہ ہونے کے ان کے متبعین اور ان سے سچی محبت کرنے والے اس دعا میں شامل ہوتے تھے۔

پس احترام کے طور پر میں بھی جب دعا مانگتا ہوں اسی اِنّی کے ساتھ مانگتا ہوں کیونکہ رسول اللہ ﷺ نے الفاظ نہیں بدلے اس لئے میں نہیں سمجھتا کہ دوسرے الفاظ کے ساتھ یہ دعا مانگی جائے۔ آپ بھی یہی کریں مگر ساتھ خدا تعالیٰ سے التجا کیا کریں کہ جس طرح خدا تعالیٰ نے انبیاءؑ کی جماعتوں کو بھی شامل کر دیا تھا اسی طرح ہمارے اہل خانہ، ہمارے دوست، ہمارے قریبی جن سے ہم پیار کرتے ہیں، جو ہم سے پیار کرتے ہیں ان سب کو اس دعا میں شامل فرمالے کیونکہ یہ دعا بہت ہی اہمیت کی حامل ہے۔ اگر یہ مقبول ہوگئی تو سب کچھ مقبول ہو گیا۔ جسے اللہ کی محبت نصیب ہو جائے اسے اور کچھ بھی نہیں چاہئے کیونکہ اللہ کی محبت کے اندر ساری محبتیں، تمام دنیا کے وہ مسائل جن مسائل سے انسان کو واسطہ پڑتا ہے وہ اس میں شامل ہو جاتے ہیں، اُن سارے مسائل کا حل اللہ کی محبت ہے۔ پس اس میں ایک ادنیٰ بھی مبالغہ نہیں کہ اللہ کی محبت کے نتیجے میں آپ کی زندگی کے سارے مقاصد پورے ہو جائیں گے اور یہ ہے تو سب کچھ رہ گیا۔ اس لئے آنحضرت ﷺ کے الفاظ میں اگرچہ اپنے آپ کو محض پیش کریں کہ مجھے محبت عطا فرما لیکن جیسا کہ میں نے عرض کیا ہے سب قریبیوں اور عزیزوں کو جن سے آپ کو پیار ہے یا جو آپ سے پیار کرتے ہیں ان کو بھی شامل کر لیں۔

اب میں حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے بعض اقتباسات اسی مضمون کے تعلق میں آپ کے سامنے رکھتا ہوں۔ فرمایا:

”یاد رکھو میں جو اصلاحِ خلق کے لئے آیا ہوں جو میرے پاس آتا ہے وہ اپنی استعداد کے موافق ایک فضل کا وارث بنتا ہے لیکن میں صاف طور پر کہتا ہوں کہ وہ جو سرسری طور پر بیعت کر کے چلا جاتا ہے اور پھر اس کا پتا بھی نہیں ملتا کہ کہاں ہے اور کیا کرتا ہے؟ اس کے لئے کچھ نہیں ہے۔ وہ جیسا تہی دست آیا تھا تہی دست جاتا ہے۔“

پس آج کل جو ہمارا تبلیغ کا غیر معمولی دور چل رہا ہے جن ممالک میں بھی خصوصیت سے تبلیغ ہو رہی ہے ان میں خدا تعالیٰ کے فضل سے مغرب میں جرمنی سرفہرست ہے اور ان کے ایجنڈے میں بھی تبلیغ کے موضوع پر بہت زور دیا گیا ہے، ان کو میں یاد دلاتا ہوں کہ تبلیغ کے ذریعہ محض تعداد بڑھانا مقصود نہیں ہے کیونکہ محض تعداد کی کوئی بھی حیثیت نہیں۔ تبلیغ کے ذریعہ ایسے لوگ چاہئیں جو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے قریب ہوں اور حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا قرب ان کو ان

جماعت کے ممبران کے ذریعہ نصیب ہوسکتا ہے جو تبلیغ میں ایک ذریعہ بنے ہوئے ہیں، براہ راست غائب کا تصور مشکل ہے۔ غائب کا قرب خواہ وہ کتنا ہی بڑا کیوں نہ ہو کسی ذریعہ کو چاہتا ہے اسی لئے اللہ کا قرب حضرت اقدس محمد مصطفی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے قرب کو چاہتا ہے اس لئے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو دیکھا تو خدا کو دیکھا کیونکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی صفات میں خدا جلوہ گر ہے۔ پس یہ بہت ہی اہمیت کا مضمون ہے۔ جس کو آپ قریب سے دیکھیں وہ آپ کے دل پر قابض ہو جاتا ہے۔ اللہ کو آپ براہ راست قریب سے دیکھ نہیں سکتے۔ اس لئے ضروری تھا کہ اس کا کوئی وسیلہ ہو جسے قریب سے دیکھیں تو اس کی محبت آپ پر غلبہ کرے مگر وہ محبت ایسی ہو کہ اس کے غلبہ کے ساتھ اللہ کی محبت از خود غلبہ کر جائے۔ یہ وہ مضمون ہے جو آج بھی اسی طرح اہمیت رکھتا ہے اور آپ سب میں اگر مسیح نمائی کی صفات موجود نہ ہوں یعنی مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام دکھانے کی صفات موجود نہ ہوں تو آنے والے جیسے سوکھے آئے تھے ویسے سوکھے چلے جائیں گے اور ان کا کوئی بھی مستقل گہرا تعلق جماعت احمدیہ سے قائم نہیں ہوسکتا۔ جیسا کہ فرمایا ”جیسا تہی دست آیا تھا تہی دست جاتا ہے۔“

”یہ فضل اور برکت صحبت میں رہنے سے ملتی ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس صحابہؓ بیٹھے آخر نتیجہ یہ ہوا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ اَللّٰهُ اَللّٰهُ فِي اَصْحَابِي۔“

اللہ ہی اللہ ہے میرے صحابہؓ کے اندر۔ کتنا عظیم الشان تعریف کا فقرہ ہے جو صحابہؓ کے حق میں حضرت اقدس محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بیان فرمایا: اَللّٰهُ اَللّٰهُ فِي اَصْحَابِي۔ میرے صحابہؓ میں اللہ ہے، اللہ ہے جس نے اللہ کو ڈھونڈنا ہے تو میرے صحابہؓ کو دیکھے۔ فرماتے ہیں:

”گویا صحابہؓ خدا کا روپ ہو گئے۔“

اور جو بات میں نے بیان کی تھی اس میں صرف حضرت اقدس محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہی روپ نہیں تھے بلکہ جن جن پر حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی محبت غالب آئی وہ بھی خدا ہی کا روپ ہو گئے۔

”یہ درجہ ممکن نہ تھا کہ اُن کو ملتا اگر دور ہی بیٹھے رہتے۔“

یعنی یہ کیسے ممکن تھا کہ وہ صحابہؓ جن کی تعریف میں فرمایا گیا اللہ اللہ وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے دور بیٹھے رہتے اور ان کو یہ درجہ مل جاتا۔

”یہ بہت ضروری مسئلہ ہے خدا (تعالیٰ) کا قُرب بندگانِ خدا کا قُرب ہے۔“

یہ وہ فقرہ ہے جس کو بہت احتیاط سے جانچنے اور پرکھنے کی ضرورت ہے۔اس کی حقیقت کو سمجھنے میں اگر ادنیٰ سا بھی فرق کیا گیا تو ایسا شخص شرک میں مبتلا ہو سکتا ہے۔جتنی صوفیاء کی تحریکات چلی ہیں وہ بالآخر اسی شرک میں مبتلا ہو گئیں کہ وہ بزرگ جن کو دیکھ کر خدا یاد آیا کرتا تھا کسی زمانہ میں اس بزرگ کو دیکھ کر وہ بزرگ ہی یاد آنے لگ گیا اور خدا کا تصور غائب ہو گیا۔ ایسے لوگ خدا رسیدہ نہ بن سکے بلکہ بزرگوں کا خیال کر کے اسی تصور میں مگن رہے اور اللہ کا یاد آنا بھلا بیٹھے۔

پس آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جن بندگان خدا کے اندر خدا دکھا رہے ہیں وہ وہ تھے جن کو دیکھ کر وہ بندے یاد نہیں رہتے تھے، خدا ہی یاد آتا تھا۔ جتنے صحابہؓ تھے ان کو دیکھ کر یہ نہیں تھا کہ کسی کو فلاں صحابیؓ سے عشق ہو گیا، کسی کو فلاں صحابیؓ سے عشق ہو گیا۔سارے صحابہؓ میں، جیسے أَصْحَابِي كَالنُّجُومِ فرمایا ہے، سارے صحابہؓ میں وہ خدا کی روشنی تھی اور ہر ایک کو دیکھ کر خدا یاد آتا تھا اور سب کو دیکھ کر بھی خدا یاد آتا تھا۔تو ایسا خدا نما نہ بنیں کہ آپ اپنی ذات کو اُچھال دیں اور آنے والے آپ کو دیکھ کر آپ کے مداح تو ہو جائیں مگر مسیح موعودؑ کو آپ میں نہ دیکھ سکیں اور خدا کو آپ کی ذات میں نہ دیکھ سکیں۔

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں:

> ”اور خدا تعالیٰ کا ارشاد كُونُوا مَعَ الصّٰدِقِيْنَ اس پر شاہد ہے۔(کہ تم سچوں کے ساتھ ہو جاؤ۔ یہی جو میں نے آیت پڑھی ہے اسی آیت کے حوالے سے فرما رہے ہیں۔) خدا تعالیٰ کا ارشاد كُونُوا مَعَ الصّٰدِقِيْنَ اس پر شاہد ہے۔یہ ایک سرّ ہے جس کو تھوڑے ہیں جو سمجھتے ہیں۔“

اب دیکھنے میں تو ظاہری بات ہے سچوں کے ساتھ ہو جاؤ اس میں سرّ کیا ہے۔فرمایا اس میں ایک راز ہے تھوڑے ہیں جو اسے سمجھتے ہیں اور یہی میں آپ کو سمجھانے کی کوشش کر رہا ہوں کہ سچوں کے ساتھ ہوں تو اس شرط کے ساتھ ہوں کہ آپ کو سچوں کو دیکھ کر خدا یاد آئے اور آپ کو دیکھ کر دوسروں کو خدا یاد آئے۔اس طرح كُونُوا مَعَ الصّٰدِقِيْنَ ہو سکتے ہیں ورنہ كُونُوا مَعَ الصّٰدِقِيْنَ نہیں رہیں گے، باہر بیٹھے ان کی تعریفیں کر رہے ہوں گے۔ بہت ہی اہم نکتہ ہے جو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے بیان فرمایا ہے اور اسی لئے فرمایا اس میں ایک راز ہے اس راز کو نہیں سمجھو گے تو کچھ بھی فائدہ نہیں ہوگا۔ اکثر لوگ جو سچوں سے محبت کا دعویٰ رکھتے ہیں وہ باہر بیٹھے ان کی تعریفیں کر رہے ہوتے ہیں ان

کے اندر شامل نہیں ہوتے کہ خود وہ بھی قابل تعریف ٹھہریں اور جب اندر ہونگے اور قابل تعریف ٹھہریں گے تو سچوں کے ساتھ ہونے کے نتیجے میں وہ بھی خدا نما بن جائیں گے۔ان کی طرف انگلی نہیں اٹھے گی وہ انگلی خدا کی طرف اٹھ رہی ہوگی۔فرمایا:

''مامور من اللہ ایک ہی وقت میں ساری باتیں کبھی بیان نہیں کرسکتا۔''

ایک اور بہت اہم نکتہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے کُوْنُوْا مَعَ الصّٰدِقِیْنَ کا بیان فرمایا ہے جس کے متعلق پہلے مجھے تو خیال نہیں آیا تھا لیکن شاید کسی اور کو خیال آیا ہو، بہت عمدہ نکتہ ہے۔ جہاں تک میں نے تفاسیر دیکھی ہیں اس نکتہ کو پہلے کسی نے بیان نہیں کیا۔فرماتے ہیں:''مامور من اللہ ایک ہی وقت میں ساری باتیں کبھی بیان نہیں کرسکتا۔'' مامور من اللہ کے بھی اپنے مزاج ہوتے ہیں یا اپنی اس کی کیفیات ہوتی ہیں اور وہ کیفیات ہمیشہ ایک جیسی نہیں رہتیں۔کبھی ایک کیفیت ہے کبھی دوسری کیفیت ہے۔کبھی جذب کا ایک خاص عالم ہے کبھی علم اور فلسفہ کی باتیں بیان کرتا ہے۔تو فرمایا کُوْنُوْا مَعَ الصّٰدِقِیْنَ کا مطلب ہے ایسے بزرگ سے چمٹے رہو جو خدا سے چمٹا ہو کیونکہ وہ کچھ نہ کچھ باتیں،کبھی نہ کبھی نئی ضرور بیان کرے گا اور تم ان باتوں سے محروم رہ جاؤ گے۔

یہ جو مضمون ہے یہی مضمون حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے اوپر صادق آرہا ہے۔اپنی ساری زندگی جو بقیہ تھوڑی سی زندگی تھی یعنی اسلام قبول کرنے کے بعد جو ان کی باقی ساری زندگی تھی وہ مسجد سے چمٹے رہے۔صرف یہ حرص تھی کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے منہ سے نکلی ہوئی کوئی بات بھی ایسی نہ ہو جو میں خود نہ سن سکوں۔اپنی ساری عمر کی ساری دوری کی تلافیاں فرما دیں اور چند سالوں میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے وہ فیض پا گئے جو بعض دوسرے بڑے بڑے صحابہؓ کو بھی نصیب نہیں ہوا۔کبھی کسی صحابیؓ سے اتنی روایات بیان نہیں کی گئیں جتنی حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے بیان کی گئی ہیں حالانکہ ان کا وقت آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی صحبت میں تھوڑا تھا۔آخری عمر میں ایمان لائے تھے اور چند سال سے زیادہ آپؓ کو توفیق نہیں ملی مگر ہر وقت تیار رہتے تھے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے منہ سے جو موتی جھڑیں اسے اپنے دامن میں چُن لیں۔پس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرما رہے ہیں مامور من اللہ ہمیشہ ایک جیسی باتیں نہیں کرتا۔کبھی کوئی نکتہ بیان کررہا ہے،کبھی کوئی نکتہ بیان کررہا ہے۔وہ لوگ جو دور رہنے کے عادی ہوں اکثر نکات سے محروم رہ جائیں گے۔دوسری بات آپؑ یہ فرماتے ہیں:

’’وہ اپنے دوستوں کے امراض کی تشخیص کر کے حسبِ موقع ان کی اصلاح بذریعہ وعظ و نصیحت کرتا رہتا ہے۔‘‘

اب جو لوگ بھی ایسے مامورین کے قریب آتے ہیں وہ اُن کے حالات دیکھ کر اُن کی بیماریوں کی تشخیص بھی کرتا ہے اور ہر موقع پر ایک ہی طرح کے بیمار نہیں آتے۔ کبھی کوئی بیمار آیا، کبھی کوئی بیمار آیا ان کی تشخیص کرتا ہے اور ان کا علاج تجویز کرتا ہے۔ تو آپ دیکھ لیں احادیث کو سمجھنے کی کتنی زبردست کنجی ہے جو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ہمارے ہاتھوں میں تھما دی ہے۔

حضرت اقدس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے جب کوئی شخص سوال کیا کرتا کہ بتائیں میں کیا کروں۔ کسی کو کوئی نصیحت فرماتے تھے، کسی کو کوئی نصیحت فرماتے تھے حالانکہ بعض دفعہ سوال ایک ہی جیسا ہوتا تھا۔ عرض کرنے والا عرض کیا کرتا تھا کہ سب سے اچھا عمل کون سا ہے۔ کسی مجلس میں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم یہ جواب دیتے تھے کہ سب سے اچھا عمل ماں کی خدمت کرنا ہے۔ کسی مجلس میں ماں کی خدمت کی بجائے جہاد کا ذکر فرما دیتے تھے۔ تو وہ لوگ جنہوں نے پہلے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی احادیث پر غور کیا ہے ان میں سے کوئی بھی اس نکتہ کو نہیں پہنچا، ایک بھی نہیں جس نے یہ بات ہمیں سمجھائی ہو جو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے سمجھائی ہے کہ وہ حسب موقع دیکھ دیکھ کر باتیں فرماتے تھے۔ اس لئے بظاہر سوال ایک جیسا بھی ہو جواب الگ الگ ہوتے تھے کیونکہ سوال کرنے والا الگ تھا اس کی بیماری کی تشخیص کئے بغیر صحیح جواب دیا ہی نہیں جا سکتا تھا۔ پس یہ تشخیص والا پہلو ہے جو اس سے پہلے آپ کو کہیں دکھائی نہیں دے گا۔ آنحضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہر شخص کی تشخیص فرماتے تھے۔ اور یہ وہ نکتہ ہے جو قرآن کریم سے سو فیصد درست ثابت ہوتا ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پیشانیوں کے آثار پڑھ لیتے تھے۔ سوال کرنے والے سے بعض دفعہ اس کے سوال سے پہلے ہی پوچھا کرتے تھے تم یہ سوال کرنے آئے ہو اور پھر اس کا جواب دیتے تھے۔ پس مامور من اللہ کے پاس ہر حال میں بیٹھنا بہت ضروری ہے تا کہ ان سب قسم کے حالات میں مامور من اللہ جو باتیں کرے وہ آپ کے علم اور عمل اور تقویٰ میں اضافہ کرنے والی بن سکیں۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرما رہے ہیں:

’’اب جیسے آج میں ساری باتیں بیان نہیں کر سکتا۔ ممکن ہے کہ بعض آدمی ایسے ہوں جو آج ہی کی تقریر سن کر چلے جاویں اور بعض باتیں اُس میں ان کے مذاق اور مرضی کے خلاف ہوں تو وہ محروم گئے۔‘‘

اب یہ ایک اور نکتہ ہے جو بہت ہی اہم ہے۔ میں نے بھی اکثر اپنے تجربہ میں دیکھا ہے کہ بعض دفعہ نئے آنے والے ہوتے ہیں اس مجلس میں جو میں بات کر رہا ہوتا ہوں وہ ان میں سے بعض کے مزاج کے خلاف ہوتی ہے اگر وہ چھوڑ کر چلے جائیں تو ہمیشہ گمراہ ہی رہتے ہیں۔ جب وہ بار بار آئیں تو اللہ ان کو وہ نکتہ سمجھا دیتا ہے اور یہ بات میں ان آنے والوں کے اعتراف کے مطابق بیان کر رہا ہوں۔ ان آنے والوں نے بارہا مجھ سے اعتراف کیا ہے کہ جب ہم پہلی دفعہ مجلس میں آئے تھے تو فلاں چیز دل کو نہیں لگی لیکن ہم پھر بھی آئے، پھر بھی آئے اور یہاں تک کہ آپ نے ایک ایسا پہلو بیان کیا جس کی طرف ہمارا خیال بھی نہیں گیا تھا اور وہ پہلی بات دل میں اس طرح جا بنا گئی کہ پھر کبھی وہ دل کو چھوڑ کر کہیں نہ جائے۔ یہ وہ مضمون ہے جو مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام اپنی تحریرات میں باریکی کے ساتھ کھول رہے ہیں:

”جیسے آج میں ساری باتیں بیان نہیں کر سکتا۔ ممکن ہے کہ بعض آدمی ایسے ہوں جو آج ہی کی تقریر سن کر چلے جاویں اور بعض باتیں اس میں ان کے مذاق اور مرضی کے خلاف ہوں تو وہ محروم گئے، لیکن جو متواتر یہاں رہتا ہے وہ ساتھ ساتھ ایک تبدیلی کرتا جاتا ہے اور آخر اپنے مقصد کو پالیتا ہے۔“

(الحکم جلد 6 نمبر 26 صفحہ: 11 مؤرخہ 24 جولائی 1902ء)

”انسان کو انوار و برکات سے حصہ نہیں مل سکتا جب تک وہ اسی طرح عمل نہ کرے جس طرح خدا (تعالیٰ) فرماتا ہے کہ کُوْنُوْا مَعَ الصّٰدِقِیْنَ۔ (سچوں کے ساتھ ہو جاؤ۔)“

اب اس آیت کو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے بار بار دہرایا ہے لیکن میں تو جب بھی اس کی تشریح پڑھتا ہوں اس میں نئے نکات دیکھتا ہوں۔ بظاہر ایک ہی جیسی بات ہو رہی ہے مگر کوئی نہ کوئی زاویہ ایسا ہے جس کی رو سے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام اس آیت کے اندر مخفی بعض دوسرے مضامین بھی بیان فرماجاتے ہیں۔ فرماتے ہیں:

”بات یہی ہے کہ خمیر سے خمیر لگتا ہے۔“

اب یہ نئی بات ہے۔ سچوں کے ساتھ اس لئے ہو کہ تم خمیر کو دیکھو جب تک خمیر نہ ڈالا جائے دوسرے آٹے کو خمیر لگتا ہی نہیں۔ تم اس لئے سچوں کے ساتھ ہو کہ تمہیں ان کا خمیر لگ جائے اور جب خمیر لگ گیا تو خمیر

غالب آ جاتا ہے۔ اور بڑی سے بڑی چیز کو بھی آخر مغلوب کر لیتا ہے۔ خمیر لگنے کا مضمون بہت گہرا مضمون ہے۔ میں نے پہلے ایک دفعہ یا کئی دفعہ شاید بیان کیا ہے کہ اگر ایک سمندر بھی ہو اور اس میں تھوڑا سا خمیر ڈال دیں یعنی دودھ کا ایک سمندر بھی ہو تو وہ اس خمیر سے پھٹ سکتا ہے۔ اگر آٹے کا سمندر ہو تو ایک کونے میں تھوڑا سا خمیر ڈال لیں وقت لگے گا لیکن ہو نہیں سکتا کہ وہ سارا سمندر خمیر نہ ہو جائے۔

پس یہ مضمون ہے کہ نیک کی صحبت اپنے اندر ایک غلبہ رکھتی ہے، ایک طاقت رکھتی ہے۔ نیکی میں جو غلبہ کی طاقت ہے اگر تم نیک نیتی سے اس نیک کے پاس بیٹھو گے تو خواہ تمہارا باقی سارا وجود نیکی سے بے تعلق ہی کیوں نہ ہو یقین رکھو کہ اگر پیار اور محبت کے نتیجہ میں کسی نیک کے پاس بیٹھے رہو گے تو اس کا خمیر تمہارے سارے وجود پر غالب آ جائے گا۔ اب اس ایک سرّ میں ہمارے بے انتہا مسائل بیان ہو گئے ہیں۔ بارہا میں نے جماعت کو توجہ دلائی ہے کہ اپنے وجود کے اندر ہر پہلو پر نظر ڈالو، ہر پہلو سے نیک ہونا ضروری ہے ورنہ کلیۃً خدا کے حضور قبول نہیں کئے جا سکتے۔ اس کے اور بھی بہت سے رستے تھے جو مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے حوالے سے میں نے بیان کئے مگر ایک یہ رستہ مجھے بہت ہی پیارا لگا ہے اتنا آسان کہ اس میں کوئی بھی زور نہیں لگتا کوئی مصیبت پیش نہیں آتی محنت کے ساتھ قدم نہیں اٹھانے پڑتے خمیر از خود لگتا چلا جاتا ہے اور اگر آپ کسی نیک کی صحبت اس کی نیکی کی وجہ سے اختیار کریں گے تو آپ حیران ہوں گے کہ آپ کے اندر تبدیلی ہو رہی ہے، ہوتی چلی جا رہی ہے۔ پتا بھی نہیں لگ رہا کہ کیسے ہوئی مگر بغیر مشقت، بغیر محنت کے اگر کوئی انسان نیک ہونا چاہتا ہے تو اس نکتہ کو پکڑ لے۔ فرماتے ہیں:

> ”خمیر سے خمیر لگتا ہے اور یہی قاعدہ ابتدا سے چلا آتا ہے۔ پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم آئے تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ انوار و برکات تھے جن میں سے صحابہؓ نے بھی حصہ لیا۔ پھر اسی طرح خمیر کی لاگ کی طرح آہستہ آہستہ ایک لاکھ تک ان کی نوبت پہنچی۔“

(البدر جلد 1 نمبر 4 صفحہ: 31 مؤرخہ 21 نومبر 1902ء)

سارے عرب کی جو کایا پلٹی ہے وہ خمیر در خمیر سے کایا پلٹی ہے ورنہ اکیلے آنحضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کس طرح عرب پر اپنے پاک وجود کو نافذ فرما سکتے تھے۔؟ یہی ایک طریقہ ہے جو مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں کہ ازل سے اسی طرح چلا آ رہا ہے کہ خمیر کی لاگ کی طرح آہستہ آہستہ آنحضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے صحابہؓ کی تعداد ایک لاکھ تک جا پہنچی۔ پھر فرماتے ہیں:

”شریعت کی کتابیں حقائق اور معارف کا ذخیرہ ہوتی ہیں لیکن حقائق اور معارف پر کبھی پوری اطلاع نہیں مل سکتی جب تک صادق کی صحبت اخلاص اور صدق سے اختیار نہ کی جاوے۔“

صادق کی صحبت میں اخلاص اور صدق ضروری ہے۔ کُوْنُوْا مَعَ الصّٰدِقِیْنَ میں صدق کے بغیر کُوْنُوْا مَعَ الصّٰدِقِیْنَ کا مضمون چلتا ہی نہیں ہے۔ جس نے بھی صادقین کے پاس بیٹھنا ہے اس کے لئے ضروری ہے کہ وہ صدق کے ساتھ، سچائی کے ساتھ بیٹھے اور اخلاص کے ساتھ اس کی صحبت سے فائدہ اٹھانے کی کوشش کرے۔ فرماتے ہیں: ”جب تک صادق کی صحبت اخلاص اور صدق کے ساتھ اختیار نہ کی جاوے۔“ اور امر واقعہ یہ ہے کہ صادقوں کی صحبت مشروط ہے اس بات سے کہ صحبت اختیار کرنے والا صادق ہو ورنہ وہ کوئی فائدہ نہیں دے گی۔ آنحضرت ﷺ کی ظاہری صحبت میں تو ابوجہل بھی بیٹھ جایا کرتا تھا اور مکہ کے بہت سے ایسے بدباطن شخص جو بدی کی حالت میں پہلے سے زیادہ گمراہ ہو کر مر گئے وہ بھی آنحضور ﷺ کی صحبت میں آجایا کرتے تھے۔ آپ ﷺ کی مجالس میں خبیث ترین منافقین بھی ہوا کرتے تھے۔ ان کو تو کوئی فائدہ نہیں ہوا۔ پس حضور اکرم ﷺ کی صحبت سے صرف انہوں نے فائدہ اٹھایا جن کے اپنے اندر صدق کا بیج تھا۔ پس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کُوْنُوْا مَعَ الصّٰدِقِیْنَ کی یہ تشریح آپ کے سامنے پیش فرما رہے ہیں جب تک صادق کی صحبت اخلاص اور صدق سے اختیار نہ کی جاوے اس وقت تک حقائق و معارف کی جو کتابوں میں ہیں اطلاع نہیں ہوتی۔ اب ایک قرآن کریم کو سمجھنے کا بھی رستہ بیان فرما دیا۔ اس لئے محض صحبت کی باتیں نہیں ہو رہیں، صحبت کے مختلف فوائد کا ذکر فرما رہے ہیں اور جب بھی اس آیت کی تشریح فرماتے ہیں ایک نیا نکتہ بیان فرماتے ہیں۔ یہ بات دنیا کے کسی اور مفسر کو نصیب نہیں ہوئی۔ آنحضرت ﷺ کے زمانہ سے آج تک کے زمانہ پر نظر ڈال کر دیکھیں یہ باتیں مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے سوا کسی کو نصیب نہیں ہوئیں۔ فرماتے ہیں:

شریعت کی کتابیں حقائق و معارف کا ذخیرہ ہوتی ہیں۔ (لیکن لوگ انہی کتابوں کو پڑھتے ہیں اور گمراہ ہو جاتے ہیں، انہی کتابوں کے حوالے سے لوگوں کو گمراہ کر دیتے ہیں۔) حقائق اور معارف پر کبھی پوری اطلاع نہیں مل سکتی جب تک صادق کی صحبت

اخلاص اور صدق سے اختیار نہ کی جاوے۔اسی لئے قرآن شریف فرماتا ہے یٰٓاَیُّھَا الَّذِیۡنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰہَ وَ کُوۡنُوۡا مَعَ الصّٰدِقِیۡنَ ۔(اے وہ لوگو جو ایمان لائے ہو اللہ کا تقویٰ اختیار کرو اور سچوں کے ساتھ ہو جاؤ۔) اس سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ ایمان اور اتقا کے مدارج کامل طور پر کبھی حاصل نہیں ہو سکتے جب تک صادق کی معیت اور صحبت نہ ہو۔''

حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا ایک ایک ارشاد بہت باریک نظر سے پڑھنے کے لائق ہے اور لوگ سرسری نظر سے پڑھ کر گزر جاتے ہیں ان کو پتا نہیں کہ کتنے معارف اس میں چھپے ہوئے ہیں۔ایمان کے ساتھ مومن کے اندر ایک ارتقا ہو رہا ہوتا ہے۔اگر وہ سچا ہے اور سچوں کی صحبت اختیار کرتا ہے تو لازم ہے کہ اس کے اندر ارتقا ہو۔ ہر روز حالت بدلے اور وہ کبھی بھی پہلا وجود نہ رہے۔ مسلسل آگے بڑھتا ہوا، قرب الٰہی کی نعمت سے فیض یاب ہوتا ہوا آگے سے آگے بڑھتا رہے اس کو ارتقا کہتے ہیں۔فرمایا:

''ایمان اور اتقا کے مدارج کامل طور پر (سچّوں کی محبت کے بغیر) کبھی حاصل نہیں ہو سکتے جب تک صادق کی معیّت اور صحبت نہ ہو کیونکہ اُس کی صحبت میں رہ کر وہ اس کے انفاس طیّبہ، عقد ہمّت اور توجہ سے فائدہ اٹھاتا ہے۔''

(الحکم جلد 6 نمبر 12 صفحہ:7 مؤرخہ 31 مارچ 1902ء)

یہ جو مضمون ہے اس میں مجھے ایک اور مضمون بھی نظر آ رہا ہے کہ حضرت اقدس محمد مصطفی ﷺ کے متعلق یہ کیوں فرمایا گیا کہ ہر حال میں، ہر لمحہ آپ ﷺ کی حالت پہلے سے بہتر ہو رہی ہے کُوۡنُوۡا مَعَ الصّٰدِقِیۡنَ کا مضمون آپ ﷺ پر صادق آ رہا تھا کیونکہ آپ ﷺ کا تعلق خدا سے تھا اور مسلسل اللہ سے تعلق کے نتیجے میں اللہ تعالیٰ کی وہ صفات جن کا کوئی انت نہیں، جن کی کوئی انتہا نہیں وہ صفات آپ ﷺ کو اپنی طرف بلا رہی تھیں جو ہمیشہ آپ ﷺ کو ایک لامتناہی سفر میں مبتلا کر رہی تھیں اور جو خدا تعالیٰ کی طرف سفر اختیار کرتا ہے وہ ہمیشہ ہر حال میں پہلے سے بہتر ہو رہا ہوتا ہے۔پس کتنا عظیم مضمون ہے جو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام ان چھوٹے چھوٹے اشاروں میں بیان فرما دیتے ہیں کہ صادقوں کی معیت میں تم اگر صدق کے ساتھ بیٹھو گے تو لازم ہے کہ صادق

کی طرح بننے کی کوشش کرو گے۔ پس اس کے صدق کے ساتھ تمہارے اندر ارتقا کی کیفیت پیدا ہوجائے گی۔ جب تک تم اس صادق کی تمام حسین صفات کو اپنا نہیں لیتے اس وقت تک تم آگے بڑھتے چلے جاؤ گے اور ایک صادق اگر خود لامتناہی صفات نہیں رکھتا تو صادق بنتا ہی جب ہے جب اس کا تعلق آنحضرت ﷺ سے ہو۔ وہ ایک منزل ہوتا ہے، راستہ کی منزل، جس پہ قدم رکھ کر وہاں قدم رک نہیں جایا کرتے۔ وہ آگے آپ کو حضور اکرم ﷺ کی صحبت کی طرف لے جاتا ہے اور وہ صحبت ایسی ہے جو خدا کی صحبت ہے۔ پس اسلام کے اندر لامتناہی ترقیات کے راستے کھول دیئے گئے ہیں اور اس آیت کُوْنُوْا مَعَ الصّٰدِقِيْنَ کی ہر تشریح میں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ایک نئے رستہ کی طرف اشارہ فرمایا ہے اور وہ ہر رستہ آسان بھی ہے اور کامل بھی ہے۔

پس آپ سب کو مجالس شوریٰ کے ممبران ہیں یا ویسے ہی ان سب کو جو شوریٰ کی وساطت سے میرے مخاطب ہیں یعنی تمام دنیا کے احمدی، ان سب کو میں یہ نصیحت کرتا ہوں کہ کُوْنُوْا مَعَ الصّٰدِقِيْنَ کا سبق پلے باندھ لیں۔ جو باقی باتیں رہ گئی ہیں وہ انشاء اللہ آئندہ جمعہ میں بیان کردوں گا مگر جو بیان کی ہیں یہ بھی بہت ہیں۔ اتنی ہیں کہ اگر آپ ان پر عمل کریں تو ساری زندگی سنور سکتی ہے۔ نومبائعین کو بھی پیار اور حکمت کے ساتھ یہی باتیں سمجھائیں۔ پھر انشاء اللہ آپ کو قرآن کی سچی معرفت نصیب ہونا شروع ہوگی کیونکہ قرآن کی معرفت حضرت اقدس محمد رسول اللہ ﷺ کے کردار کے حوالے کے بغیر نصیب نہیں ہوسکتی۔ پھر آپ کو یہ عادت پڑ جائے گی کہ قرآن کریم کی جو بھی تشریح کرنے لگیں اپنے نفس اور اپنی خواہش کے مطابق نہ کریں جیسا کہ آج کل کے بدنصیب علماء کرتے ہیں۔ ہر تشریح کو رسول اللہ ﷺ کے کردار پر پرکھیں۔ آپ ﷺ کا کردار غلط تشریحات کو جھٹک دے گا، اپنے جسم سے مس تک نہیں ہونے دے گا اور جو سچی تشریحات ہیں وہ بعینہٖ آنحضرت ﷺ کے کردار کے مطابق ہوں گی۔ پس آج جبکہ علوم کا زمانہ ہے اور ہم سب نے دنیا میں کثرت سے قرآنی علوم پھیلانے ہیں اس کا بھی یہی رستہ ہے کہ کُوْنُوْا مَعَ الصّٰدِقِيْنَ۔ اللہ تعالیٰ ہمیں اس کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین